شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَكَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ وَالْكَشْفِ يُلْقِي اللهُ فِي قَلْبِهِ أَنَّ هٰذَا الطَّعَامَ حَرَامٌ وَأَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ كَافِرٌ أَوْ فَاسِقٌ أَوْ دَيُّوثٌ أَوْ لُوطِيٌّ أَوْ خَمَّارٌ أَوْ مُغَنٍّ أَوْ كَاذِبٌ مِنْ غَيْرِ دَلِيلٍ ظَاهِرٍ بَلْ بِمَا يُلْقِي اللهُ فِي قَلْبِهٖ

(الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہؒ جلد ۲۰ صفحہ ۴۵ مطبوعہ ریاض)

اور بہت سے صاحب کشف و ایمان لوگوں کے دل میں اللہ تعالےٰ القاء فرما دیتے ہیں۔ (جس سے وہ پہچان لیتے ہیں) کہ یہ کھانا حرام ہے اور یہ شخص کافر ہے یا فاسق ہے یا بے غیرت ہے یا لوطی ہے یا شرابی ہے یا گویّا ہے یا جھوٹا ہے (اور یہ سب کچھ) بغیر کسی ظاہری دلیل کے (ہوتا ہے) بلکہ اس بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بات ڈال دی ہے۔

۷۵ پیسے

۴ جون ۲۰۰۰

ایمان کا اعلیٰ درجہ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّہٗ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَتُبْغِضَ لِلّٰہِ وَتُعْمِلَ لِسَانَکَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَ اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ وَتَکْرَہَ لَھُمْ مَا تَکْرَہُ لِنَفْسِکَ۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ درجہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ کہ تو محبت کرے اللہ کے واسطے اور بغض رکھے اللہ کے واسطے اور لگائے رکھے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں۔ معاذؓ نے دریافت کیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا اور یہ کہ لوگوں کے لیے تو وہی بات پسند کرے جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور وہی بات ان کے لیے بُری سمجھے جو تو اپنے لیے بُری سمجھتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے لوگ اکثر آپؐ کے گرد جمع رہتے تھے اور آپؐ ان کو دین کی باتیں بتاتے رہتے تھے۔ بعض لوگ آپؐ سے سوالات پوچھتے تھے اور آپ موقع اور محل کے لحاظ سے ان کو مناسب جواب دیتے تھے۔

ایمان یقین کو کہتے ہیں اور یہ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ کوئی دکھائی دینے کی چیز نہیں ہے لیکن آدمی کے برتاؤ سے اور لوگوں کے ساتھ اس کے میل جول کے طریقہ سے ہم پتہ چلا سکتے ہیں کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں اور ہے تو اس کا اثر اس کے دل نے [illegible] تک قبول کیا ہے۔ غرض ہمارے کام اور ان کے کرنے کے طریقے ہمارے ایمان کی پہچان کے لیے علامتیں اور نشانیاں ہیں۔

کسی کام کے کرنے سے یا اس کے چھوڑ دینے سے بھی ایمان کا اندازہ ہو جاتا ہے اور ایک ہی کام کے ڈھنگ سے بھی پتہ چل جاتا ہے۔ آدمی کے کام جو وہ جان بوجھ کر کرتا ہے اس کے دل کی حالت کا بڑی حد تک بھانڈا پھوڑ دیتے ہیں۔ اور اگر ایک ہی کام دو آدمی ایک ساتھ یا الگ الگ کر رہے ہوں تو ان کی نیت اور ارادہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان سے کون ایماندار ہے اور کون ایمان سے دور ہے اور اس سے محض سرسری تعلق رکھتا ہے۔

حدیثوں میں ایمان کی علامتیں بہت سی مذکور ہیں۔ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔ اس حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ محبت کرنا اور نفرت کرنا آدمی کا کام ہے۔ لیکن جس کی کسی سے محبت فقط اللہ کے لیے ہو۔ یعنی اس میں ذاتی غرض اور ذاتی خواہش کو دخل نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں ایمان کا بہت گہرا اثر ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی سے دشمنی رکھے لیکن اس کی وجہ کوئی دنیاوی یا ذاتی نقصان یا تکلیف نہ ہو بلکہ اللہ کا ڈر ہو تو وہ بھی اعلیٰ درجہ کا ایماندار ہے اسی طرح جو شخص اپنی زبان سے اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ بھی بڑا ایماندار ہے۔

اس کے بعد سائل نے اس کی بابت اور زیادہ معلومات کرنی چاہیں تو آپ نے فرمایا کہ اعلیٰ درجہ کا ایمان یہ ہے کہ تمام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر خواہی

(باقی صفحہ ۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۲ ——— شمارہ نمبر ۲

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:-

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

◎ مولانا محمد اجمل

◎ زاہد الراشدی

◎ صالح محمد حضروی

بدل اشتراک

سالانہ	۳۵ ـــ ۰۰
ششماہی	۱۸ ـــ ۰۰
سہ ماہی	۹ ـــ ۵۰
فی پرچہ	۰ ـــ ۷۵

لِمَ تقولُونَ مالا تفعلُونَ

پاکستان کے وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے شمالی کوریا کے چھ روزہ سرکاری دورہ کے آخری مرحلہ پر پیانگ یانگ میں ایک بیان میں کہا :-

- پاکستان اسلام کے دائرہ کار میں رہ کر دوسری قوموں سے تعاون کرے گا۔
- ہم اسلامی انصاف اور اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔
- ہم ایشیائی اسلامی مملکت ہیں

بھٹو صاحب کے یہ ارشادات دیارِ غیر میں ہیں اور ایسے ملک میں ہیں جو اسلام چھوڑ کسی بھی مذہبی فلسفہ کا قائل نہیں جس میں خدا، رسولؐ، کتابِ مقدس یا کسی بھی چیز کی کوئی اہمیت نہیں۔

اس لحاظ سے تو ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے ایسے مقام پر اسلام اور اسلامی اصولوں کی بات کی لیکن جب ہم اپنے ملک میں ان کے کردار اور طرزِ عمل کو دیکھتے ہیں تو ہمیں انتہائی افسوس اور دکھ ہوتا ہے کیونکہ ان کا کوئی بھی قول ان کے عمل سے مطابقت نہیں رکھتا اور یہ صورتِ حال قرآنی نقطہ نظر سے انتہائی افسوسناک ہے قرآن اس دو عملی اور قول و عمل کے تضاد کو منافقت کا نام دیتا ہے اور ایسے افراد کے لیے جو شدید وعیدیں ہیں ان کے تصور سے بھی انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ :-

* پاکستان کا قیام اسلام کا مرہونِ منت ہے۔
* بانیانِ پاکستان نے اسلام کے نام پہ قوم کو اپنے گرد جمع کیا اور اسی نعرہ کے پیشِ نظر قوم کے سادہ لوح افراد نے ان لوگوں کو ووٹ دیے۔
* وہ لوگ جو یکے بعد دیگرے اقتدار کی مسند پہ آئے ان میں

سے کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ اسلام کے علی الرغم کسی دوسرے نظام کی کھلم کھلا بات کریں

* ان طبقوں نے قرارداد مقاصد سے لے کر دستور ۱۹۷۳ء تک ہر جگہ اسلام کو مملکت کا مذہب قرار دیا۔
* ملک میں ہر دور میں حزب اختلاف بھی اسلام ہی کو بطور نعرہ استعمال کرتی رہی۔
* عدلیہ کے ذمہ دار لوگ اندرون و بیرون ملک اسلام اور صرف اسلام کی بات کرتے رہے
* انتظامیہ کے ذمہ دار عناصر تسلیم کرتے رہے اور کرتے ہیں کہ اسلام کے بغیر گاڑی چلنا مشکل ہے۔
* آج کے حکمران ہر جگہ اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں اور بعض کاموں کو اپنی "اسلامیت" کے لیے بطور سند پیش کرتے ہیں۔

لیکن!

ان ساری چیزوں کے باوجود بھی اسلام مظلوم ہے اور اتنا کہ آج اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز مظلوم نہیں۔

حالت یہ ہے کہ:

ہمارے یہاں نہ اسلام کا نظام معیشت ہے نہ معاشرت، نہ اسلامی حدود و تعزیرات ہیں، نہ اسلامی عدلیہ، نہ تجارت میں اسلام کارفرما ہے نہ زراعت میں۔

رشوت، چوری، بددیانتی، خیانت، ڈاکہ زنی، شراب نوشی، شراب فروشی اور شراب سازی عام ہے، قتل ہوتے ہیں، اغوا ہوتے ہیں، مخالفین پر ظلم ہوتا ہے اور سب کچھ وہ ہوتا ہے۔ جس کی اسلامی نقطہ نظر سے کوئی گنجائش نہیں۔

اس سب کچھ کے باوجود

کوریا میں کھڑے ہو کر کہنا کہ "ہم ایشیا کی اسلامی مملکت ہیں" کتنا سفید جھوٹ ہے اور کتنا بڑا حقیقت سے گریز و فرار۔

اسلام محض نمائشی نعروں کا نام نہیں بلکہ اسلام عملی زندگی میں ان مقدس ضابطوں کو اپنانے کا نام ہے جو خدا نے محمد کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطہ سے نازل فرمائے۔

آیئے قول و فعل کے تضاد کو دور کیجیے۔

بصورتِ دیگر

غضب الٰہی لے ڈوبے گا۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔

علم ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

لبنان کا مسئلہ

لبنان میں خوفناک خانہ جنگی ایک سال پورا کرنے کو ہے لیکن صورت حال اب تک تقریباً ویسی ہی ہے جو ابتداء میں تھی اور اب حالت یہ ہے کہ فرانس مداخلت کے لیے پر تول رہا ہے۔ لیکن اس مسئلہ کے حل ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ ان حالات میں جن سے فریقین دوچار ہیں کوئی بھی فریق کسی معقول اور ہوشمند تجویز کو ماننا بھی اپنی شکست اور کمزوری پر محمول کرتا ہے۔ اگر لبنانی عوام واقعی اپنے حالات کو درست کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے خیال میں کسی بیرونی طاقت کی مداخلت کے بغیر ہی فریقین کو آپس میں کسی ایک مشترکہ نقطے پہ اکٹھا ہو جانا چاہیے مسلمان اور عیسائی ایک طویل عرصے سے اکٹھے رہتے آ رہے ہیں اور آئندہ بھی ان کو اسی جگہ پر اکٹھے رہنا ہے۔ آخر کسی نہ کسی طریقے سے یہ لوگ ۲۹ سال تک تو بھی اکٹھے حکومت چلاتے رہے ہیں۔ اب کیوں نہیں چلا سکتے؟

لبنان میں خانہ جنگی کا اصل سبب غیر منصفانہ تقسیم اقتدار ہے۔ تمام کلیدی آسامیاں آبادی کے تناسب کے بغیر دونوں فرقوں میں بانٹ دی گئیں۔ فرانس نے اپنے دور اقتدار کے خاتمے پر آئینی طور پر ایسی بندر بانٹ کی کہ مختلف لوگوں اور فرقوں کے جائز حقوق کو بھی تسلیم نہ کیا۔ چنانچہ مسلمانوں کی اکثریت کے باوجود ان کو تناسب کے مطابق اسمبلی

میں نشستیں اور کلیدی آسامیاں نہ دی گئیں۔ چنانچہ اب اس غیر منصفانہ تقسیم کا ردِ عمل تمام دنیا کے سامنے عیاں ہے۔ فرانس نے کلیدی آسامیوں کی تقسیم میں بالکل برطانیہ کی طرح کیا ہے کہ ہندوستان میں برطانیہ نے کشمیر اور دیگر ریاستوں کے مسئلوں کو الجھا ہوا رہنے دیا۔ اسی طرح فرانس نے اقتدار کی منتقلی کے وقت افتراق و انتشار کا بیج بو دیا تھا۔

لبنانی مسلمانوں کے سوشلسٹ لیڈر جناب کمال جنبلاط نے صدر فرانس جسکارڈ ویستان کے اس بیان کی شدید مذمت کی ہے کہ فرانس کی ۱۲ رجمنٹیں بالکل مداخلت کے لیے تیار کھڑی ہیں اور اس کے ساتھ ہی بیرونی مداخلت کو ناجائز قرار دیا ہے بلکہ شام سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے فوجی دستے واپس بلا لے۔

ہماری رائے میں لبنان کے لوگوں کو خود قرآنی فیصلے کے مطابق کسی ایک نقطے پر اتفاق کرنا چاہیے اگر ان میں کوئی نقطہ مشترک ہے اور یقیناً ہے جیسا کہ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللہ کی قرآنی حقیقت سے واضح ہوتا ہے تو اس کو لے کر ہی باہمی اتحاد کے فروغ کا ذریعہ بنانا چاہیے اور ہمیں سب سے زیادہ خوشی اس بات پر ہو گی کہ دو ادعیان حنفیہ کے ماننے والے اگر آپس میں لڑنے کی بجائے صلح و صفائی سے اپنے معاملات کو خود نمٹائیں اور بیرونی طاقتوں اور حکومتوں کو اس میں مداخلت سے روکیں۔ کیونکہ باہر والے ہر عنصر کو لبنانی عوام کے مفاد سے زیادہ اپنا مفاد عزیز ہو گا

دفعہ ۱۴۴ اور وزیر داخلہ

قیوم لیگ کے صدر اور وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان نے گوجرانوالہ میں اپنی ورکرز میٹنگ سے لاؤڈ سپیکر ہٹا کر تقریر کی اور کہا کہ وہ لاؤڈ سپیکر پر تقریر کر کے صوبائی حکومت کو الجھن میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ پاکستان کا آئین جو حکومت کے دعوے کے مطابق اسلامی جمہوری وفاقی ہے۔ ہر شہری کو جلسوں اور اجتماعات سے پوری آزادی سے خطاب کرنے کا حق دینے کے ساتھ ساتھ حکومت کے ہر اچھے کام کی تعریف اور برے کام پر

تنقید کا حق بھی عطا کرتا ہے لیکن عوامی حکومت کا تمام دورِ اقتدار اسی چیز کا مظہر ہے کہ شاید ہی تین ماہ سے زیادہ کے عرصہ میں کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ نہ ہو اور وہاں دفعہ ۱۴۴ ہو اور اس کا احترام کیا گیا ہو۔ خود وزیر داخلہ نے بارہا اس دفعہ کے مسلسل نفاذ پر اعتراض کیا ہے اور حال ہی میں گوجرانوالہ میں پیش آنے والا یہ واقعہ بھی اس حقیقت کا ترجمان ہے کہ جب ملک کا وزیر داخلہ بھی کسی جلسۂ عام سے خطاب نہیں کر سکتا تو بچاری اپوزیشن کو کون جلسہ عام کرنے دے گا؟

ہم حکومت سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر دفعہ ۱۴۴ کے بغیر ۱۰ ماہ تک سرحد کا درویش وزیر اعلیٰ کامیابی سے، مرکز کے عدم تعاون کے باوجود حکومت چلا سکتا ہے تو حکومت پنجاب اور سندھ دفعہ ۱۴۴ کے بغیر حکومت کیوں نہیں چلا سکتی؟

(اجمل قادری)

ادارہ خدام الدین کے لیے

کل وقتی کلرک کی ضرورت

(شارٹ نوٹس)

ادارہ خدام الدین کو ایک کلرک کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ امیدواران کو چاہیے کہ وہ ۵ر جون بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں انٹرویو کے لیے پہنچ جائیں۔

ضرورت کاتب

خدام الدین کے لیے نفیس تحریر والے کاتب کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات ۵ر جون کو صبح ۱۱ بجے دفتر خدام الدین میں انٹرویو کے لیے حاضر ہو جائیں۔

(اجمل قادری انچارج خدام الدین)

مجلسِ ذکر — ضبط و ترتیب : ادارہ

ذکر اور مجلسِ ذکر کے متعلق

سرورِ کائنات علیہ السلام کے ارشادات

شیخِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدھم

بعد الحمد والصلوٰۃ !

گزشتہ ہفتہ ایک اہلِ حدیث دوست، جو یہاں حلقہ میں آتے ہیں، کا ذکر ہوا تھا کہ ان بے چاروں کو اپنے حلقہ کے لوگ منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مت جایا کرو یہ بدعت ہے۔ وغیرہ ذالک۔ اس پہ میں نے ایک آیت کریمہ اور حضور علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں ذکر و حلقہ ذکر کے متعلق کچھ باتیں عرض کی تھیں۔ آج اس سلسلہ میں چند مزید گزارشات پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔

اس سے مقصد کسی کی دلآزاری یا کسی پر تنقید نہیں بلکہ محض ان غلط فہمیوں کا ازالہ مقصود ہے جو ایک نیکی کے سلسلہ میں پھیلائی جاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ہر بات کو بدعت و شرک کہنا روحِ اسلام کے منافی ہے اور پھر جبکہ آدمی اپنے کو اہلِ حدیث اور اہلِ حق کہلائے لیکن احادیث کے واضح ارشادات کے باوجود ایک چیز کو بدعت کہے تو یہ اور بھی افسوسناک ہے۔

حضور نبی کریم علیہ السلام کا ایک ارشاد "اہلِ کرم" کے متعلق موجود ہے جس میں مجالس ذکر میں شریک ہونے والوں کو اہلِ کرم کہا گیا ہے۔ اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں :-

یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ سَیَعْلَمُ اَھْلُ الْجَمْعِ الْیَوْمَ مَنْ اَھْلُ الْکَرَمِ قِیْلَ مَنْ اَھْلُ الْکَرَمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَھْلُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ۔

ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزّ و جلّ فرماتے ہیں کہ حشر والے آج کے دن جان لیں گے کہ اہلِ کرم کون ہیں ؟

عرض کیا گیا اہلِ کرم کون ہیں یارسول اللہ! فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجالس ذکر والے مسجدوں میں سے !

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ مساجد بنی ہی تین کاموں کے لیے ہیں یعنی ذکر اللہ، نماز، تلاوت۔

اِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ

اس ارشاد مبارکہ میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے جس سے اجتماعی ذکر کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مسجد سے تعلق میں راز ہی یہ ہے اس لیے کہ انفرادی ذکر تو گھر میں بھی آسانی سے ممکن ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آتی ہے جس کو دیلمی نے مسند فردوس میں نقل کیا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفاء ہے :-

ذِکْرُ اللّٰہِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ

جس عملِ خیر کو نبی کریم علیہ السلام دلوں کی شفاء قرار دیں اس کی اجتماعی صورتوں کو بدعت

(باقی صہ ۱۴ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

کامیابی کیونکر ممکن ہے؟

جانشین شیخ التفسیر امام العلماء حضرت مولانا عبیداللہ انور زید مجدہم

بعد الحمد والصلوٰۃ :

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

وَالْعَصْرِ ٥ اِنَّ الانسان لفی خُسْرٍ ٥ اِلَّا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ٥

بزرگانِ محترم! آج کی معروضات جمعہ کا عنوان ہے کہ انسان کی نجات ایمان اور عمل صالحہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

قرآن کی یہ مختصر سورت ہے لیکن اس میں علوم و معارف کا ایک دریا بند ہے۔ سب سے پہلے تو اللہ تعالےٰ نے زمانے کی قسم اٹھائی ہے کہ انسان زمانے کی گردش اور لیل و نہار کے تغیر و تبدل سے عبرت پکڑے۔ دنیا میں جتنی قومیں گذری ہیں اور جو افراد عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں ان میں سے وہی قومیں اور افراد دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوئے اور ہوں گے۔ جن میں یہ چار صفات پائی گئیں۔ اور جو قومیں اور افراد ان صفات سے محروم تھے وہ جنت کی لازوال نعمتوں سے تو محروم ہوئے ہی، دنیا میں بھی ذلت و نکبت اور کفر و ضلالت کے قعر عمیق میں گرے رہے۔ اس بناء پر اعلان فرمایا گیا کہ انسان تو سارے کے سارے نقصان اور خسارے میں ہیں۔ البتہ وہ لوگ ضرور کامیاب ہوں گے جو ان میں سے ایمان لے آئے خدا کی وحدانیت پر۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و ختم نبوت پر۔ قرآن و دیگر کتب سماوی پر ملائکہ اور حشر و نشر پہ اس کے علاوہ بھی جن باتوں پہ ایمان لانے کا حکم ہے اور پھر صرف ایمان کا دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ ایمان اور عقیدہ کے مطابق اس کا عمل بھی ہو۔ ورنہ زبانی طور پر تو منافقین کو بھی ایمان کا دعوےٰ تھا۔ حضورؐ کے پیچھے نمازیں پڑھیں لیکن دھوکا اور فریب انسانوں کو تو دیا جا سکتا ہے خداوند قدوس تو علیم بذات الصدور ہے اس کو تو فریب نہیں دیا جا سکتا۔ منافقین نے اپنی حماقت کی وجہ سے اپنے زعم میں یہ بات بٹھائی کہ شاید ہم اس دوغلی اور دورخی پالیسی سے خدا اس کے رسولؐ اور مومنین کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن خداوند قدوس نے ان کے اس زعم کی قلعی کھول دی۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ۔ کہ درحقیقت خدا اور اس کے اوپر ایمان لانے والوں کو تو دھوکا نہیں دے سکتے۔ البتہ اپنے نفوس کو عقل کی کجی اور کم فہمی کی بناء پر دھوکا دے کر جہنم خرید رہے ہیں۔ گویا ایمان اور عمل میں تطابق اور موافقت ہو تو مقبول بارگاہ خداوندی ہے اگر ایمان اور عمل میں تضاد ہے تو خدا کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ؎

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

تیسری چیز ایمان اور اعمال صالحہ کے بعد تواصی بالحق ہے۔ مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ تواصی بالحق سے مراد ایمان و عمل صالح پر استقامت اختیار کرنے کے بعد اسی ایمان و عمل صالح کی طرف دعوت دینا، اور جو چیزیں ایمان کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہیں

ان سے روکنا ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہونا۔ چوتھی چیز ہے دعوت دین کے راستہ میں جو مشکلات اور مصائب آئیں اُن کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر کے صبر اختیار کرنا۔ یہ چاروں صفات جس انسان میں مجتمع ہو جائیں اس کی خوش قسمتی کا کیا کہنا۔

سب سے پہلے صحابہ کرام رضؓ کی زندگیوں پر نظر ڈالیئے۔ ان حضرات کی سوانح اور زندگی کے ہر موڑ پر آپ کو یہ چاروں صفات نمایاں نظر آئیں گی۔ خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبرؓ کی حیات کا مطالعہ کیجئے کہ جب ایمان لائے اعمال صالحہ کے زیور سے ایمان کو آراستہ کیا تو کون سے ایسے مصائب اور مشکلات تھے جن کا ان کو نشانہ نہ بننا پڑا ہو۔ لیکن مسکراتے ہوئے جملہ مصائب کا مقابلہ کیا۔ حضور علیہ السلام توحید کی تبلیغ شروع کرتے ہیں۔ مشرکین مکہ چاروں طرف سے پل پڑتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضؓ آگے بڑھ کر نعرۂ حق بلند کرتے ہیں اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہ۔ کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو۔ جس کا سوائے اس کے کوئی قصور اور جرم نہیں کہ وہ صرف ایک خدا کو پکارتا اور اس اکیلے معبود برحق کی طرف دعوت دیتا ہے۔ کفار نے جب آپ کی آواز سنی تو دفعتہً آپ پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ آپ کے قبیلہ بنو تمیم کے لوگوں کو موت کا یقین ہو گیا۔ بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر گھر لے گئے۔ شام کو ہوش آیا۔ زخموں سے بدن چور ہے۔ خون زخموں سے رس رہا ہے لیکن زبان کھلی تو اپنی تکلیف کا اظہار کرنے کی بجائے پوچھا۔ حضورؐ کس حال میں ہیں خاندان کے لوگوں نے جب یہ الفاظ سنے تو اٹھ کر چلے گئے لیکن ابوبکر صدیق رضؓ اسی محبوب کے نام کی رٹ لگاتے رہے بالآخر لوگوں نے آپ کو حضورؐ تک پہنچا دیا۔ اسد الغابہ میں ذکر ہے کہ آپ نے اپنے رفیق کی یہ حالت دیکھی تو ان کے اوپر جھک گئے ان کا بوسہ لیا اور سخت رقتِ طبع کا اظہار فرمایا۔ عبداللہ بن مسعودؓ جو ایک جلیل القدر صحابیٔ رسولؐ ہیں اور جن پر حضورؐ اس قدر شفقت فرماتے کہ عام لوگ ان کو حضورؐ کے گھر ہی کا ایک فرد سمجھتے جب انھوں نے ابتدا میں ایک دفعہ باآوازِ بلند قرآن کی آیات کی تلاوت شروع کی تو مشرکین نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ کے چہرے پر نشانات پڑ گئے لیکن ایمان کی قوت دیکھئے کہ صحابہ کرامؓ سے پوچھ رہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو دوسرے دن پھر جا کر تلاوتِ آیات کروں۔

صبر و استقامت کی یہ مثالیں ایسی تھیں کہ اہلِ کتاب یہود تک ان کے معترف تھے۔ چنانچہ جب صحابہ کرام رضؓ کا ایک وفد شام کو گیا تو اہل کتاب کے ایک عالم نے ان لوگوں کو دیکھ کر کہا کہ عیسیٰ ابن مریمؑ کے وہ اصحاب جو آروں سے چیرے اور سولی پر لٹکائے گئے ان سے زیادہ تکلیف برداشت کرنے والے تم ہی ہو

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جو لوگ ادا کرتے ہیں وہ اس راستہ میں گھر بار چھوڑ سکتے ہیں، مال و دولت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں لیکن دین کی تبلیغ اور اشاعت کے سلسلہ میں جو چیز سب سے زیادہ رکاوٹ بنتی ہے۔ وہ ماں باپ کی محبت، بہن بھائی اور دیگر عزیز و اقارب کی شفقت ہوتی ہے۔ جن سے تعلقات منقطع کرنے میں انسان ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے۔ لیکن صحابہ کرامؓ کی پوری تاریخ پڑھ جائیے۔ کہیں آپ کو یہ چیز نظر نہیں آئے گی کہ دین کی اشاعت و تبلیغ اور اس کے پھیلانے میں رشتہ داریاں رکاوٹ بنی ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جب ایمان لائے تو ان کی والدہ نے قسم اٹھا لی کہ جب تک تو اسلام کو نہیں چھوڑے گا۔ اس وقت تک میں کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔

تین دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ تیسرے دن بیہوش ہو گئیں۔ کچھ افاقہ ہوا تو حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ اگر تیرے بدن میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے میں پھر بھی اس دین کو

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

حکایت مہر و وفا

از حضرت سید نفیس الحسینی

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب عام طور پر ایک بلند پایہ خطاط کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت وہ ایک صاحب نسبت بزرگ اور بلند پایہ صاحب قلم بھی ہیں۔ ان کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ خلوص و محبت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ شریعت غرّا کی پابندی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔
ماہنامہ الرشید کے عظیم دارالعلوم دیوبند نمبر میں موصوف کا ایک طویل مضمون اسی عنوان سے چھپا۔ اس کی دوسری قسط جو اس وقت جلدی کے پیش نظر شامل نہ ہو سکی، موصوف نے عنایت فرمائی۔ جسے ہم بصد شکریہ قارئین خدام الدین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہٗ خانقاہ موسیٰ زئی شریف (م ۱۳۳۳ھ)

مؤلف "تحفہ سعدیہ" رقمطراز ہیں:
خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے بانی حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ العزیز (جانشین و خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس سرہٗ) ہیں۔ ان کے جانشین حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے فرزند گرامی قدر خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ نے مسندِ ارشاد کو زینت بخشی۔" ص ۳۶

"حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہٗ نے ترجمہ قرآن مجید، مشکوٰۃ شریف نصف آخر اور صحاح ستہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ (تلمیذ حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمہ اللہ) ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی سے پڑھیں۔" ص ۶۳

خلفاءِ عظام: (۱) حضرت مولانا ابو السعد احمد خان صاحب قدس سرہٗ بانی خانقاہ سراجیہ، کندیاں شریف، ضلع میانوالی۔
(۲) حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن واں بھچراں
(۳) حضرت مولانا غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ کروڑ ص ۳۷

حضرت مولانا ابو الحسن تاج محمود امروٹی قدس سرہٗ (م ۳ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ کے گل سرسبد۔ سید العارفین حضرت حافظ محمد صدیق بھر چونڈی شریف کے خلیفۂ اعظم حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے پیر و مرشد۔ اطرافِ سکھر میں ان کے ہزاروں بلکہ لاکھوں متوسلین تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ نے آپ کا تعارف حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ سے کرایا۔ متعدد بار آپ دیوبند تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ الہندؒ بھی اللہ سے ملنے امروٹ تشریف لے گئے۔ اور مشنِ آزادی میں شریک کار بنا۔ ان کا مقام سندھ کے ان اضلاع میں حضرت شیخ الہندؒ کے مشن کا مرکز رہا۔ جب برگورنمنٹ نے انہیں گرفتار کیا۔ تحریکِ خلافت میں بھی نہایت جوش و خروش سے آخر تک شریک رہے۔ (نقش حیات ج ۲ ص ۱۹۶)

مؤلفِ "تذکرۂ مشائخ بھر چونڈی شریف" فرماتے ہیں "اشغالِ باطنی کی تکمیل کے بعد خلعتِ خلافت سے مفتخر ہوئے حکومتِ الٰہی کا دربار دیکھا تو دنیوی حکومت کا

رُعب پرکاہ کے برابر نہ سمجھا۔ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ دو ہاتھ کھیلے کہ سندھ کا مؤرخ اسے کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ تحریکِ خلافت زوروں پر تھی، لاکھوں رضاکار سر سے کفن باندھ کر آپ کی تنظیم میں داخل ہوئے جہاں ترکوں کی حمایت میں جلسہ ہوتا اور مولانا موصوف کی آمد ہوتی تو لاکھوں انسان چشم براہ ہوتے..... مولانا صاحب نے کردار سے ثابت کردیا تھا کہ اسلام کا رشتہ تمام رشتوں سے بالاتر ہے اسے بحرالکاہل کی قہرمانیت نہیں توڑ سکتی۔ حکومتِ برطانیہ کے افسر غصے سے بپھرے آتے لیکن جونہی اس قلندر پر نگاہ پڑتی اپنی ٹوپیاں اتار کر سلام کرنے پر مجبور ہوجاتے۔

آپ کے خلفاء میں سے مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی اور مولانا احمد علی صاحب لاہوری مشہور ہوگزرے ہیں" ص ۲۱۳-۲۱۴

حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ)

آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ کے جلیل القدر شیخ اور مقبولِ بارگاہِ خداوندی تھے۔ سید العارفین حضرت حافظ خواجہ محمد صدیق صاحب بھرچونڈی شریف قدس سرہ کے خلیفۂ اول تھے۔

اطرافِ ریاست بہاولپور میں آپ کی ذات مرجع خلائق تھی حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رح کے پیر بھائی تھے۔ ان کے ذریعے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے تعلق خاطر پیدا ہوا اور دین پور شریف تحریک آزادی کا مرکزِ ثانوی بن گیا۔ اس سلسلے میں حکومت نے گرفتار کرکے نظربند کردیا۔

حضرت قدس سرہ کے کئی صاحبزادے نیک اور جوان صالح ہیں دارالعلوم دیوبند میں علم حدیث پڑھا ہے۔ بڑے صاحبزادے مولانا عبدالہادی صاحب گدی نشین ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی عنہ وارضاہ

نقشِ حیات ص ۱۹۶ ج ۲

مؤلف تذکرۂ مشائخ بھرچونڈی شریف" رقمطراز ہے

"خانپور شہر کے قریب و جوار میں دین پور ایک بستی ہے جس کی بنیاد کا سہرا عمدۃ العارفین حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ آپ شیخ اعظم بانی بھرچونڈی شریف کے اعاظم خلفاء میں سے تھے۔ نہایت ہی متقی متورع، حدودِ شریعت مقدسہ کے محافظ، مستحبات نبویہ کے سختی سے پابند تھے" ص ۲۰۹

آپ کی جماعت کافی ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالہادی صاحب سجادہ نشین ہیں۔ اور دین پور میں دین وایمان کی بہار ان کے دم سے قائم اور حلقۂ ذکرِ الٰہی اپنی پوری شان وشوکت سے دائم ہے اللہم زد فزد۔

حضرت مولانا عبدالہادی مدظلہ کو اجازت وخلافت حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی قادری لاہوری (م ۱۳۸۱ھ) سے ہے۔ ص ۲۱۱

حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

(م ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء)

خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہ موسیٰ زئی شریف۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے آفتابِ عالمتاب۔ مؤلف تحفۂ سعدیہ" تحریر فرماتے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رح نے قرآن عزیز کی تفسیر لکھی تھی جو مدینہ پریس بجنور سے طبع ہوئی۔ یہ تفسیر حضرت شیخ الہند رح کے ترجمہ پر ہے البتہ اس میں سورۃ بقرہ کی تفسیر حضرت شیخ الہند رح کی تحریر کردہ ہے۔ حضرت اعلیٰ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خاں صاحب رح نے اس تفسیر کے مطالعہ کے بعد علامہ عثمانی رح کی خدمت میں ایک گرامی نامہ ارسال فرمایا جس میں تحریر کیا کہ آپ نے یہ تفسیر لکھ کر اہل اسلام پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ اور میں تہجد کی نماز پڑھ کر روزانہ آپ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں کہ یہ علمی فیضان آپ کی ذات سے برابر جاری رہے۔

ص ۱۱۴

"حضرت انور شاہ صاحب کشمیری رح مولانا حسین علی صاحب رح کی دعوت پر میانوالی تشریف لے گئے۔ تشریف آوری کا مقصد بعض فروعی مسائل شرعیہ پر تصفیہ و تحقیق تھا۔ اس اجتماع میں مولانا بدرِ عالم، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی، مولانا مرتضیٰ حسن، سید عطاء اللہ صاحب بخاری رحمہم اللہ اور دیگر اکابر علماء شریک تھے۔ حضرت اعلیٰ مولانا ابوالسعد احمد خاں صاحب رح مولانا انور شاہ صاحب کی ملاقات کے لئے میانوالی تشریف لے گئے اور خانقاہ سراجیہ آنے کی دعوت دی جسے انور شاہ صاحب رح نے قبول فرمالیا" ص ۲"

حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ ، راولپنڈی جیل میں اسیر تھے۔ اعلیٰ حضرت کی توجہ اور دعا کی تاثیر تھی کہ شاہ صاحب نے اس ایچا اور بھیانک سازشوں پر ۔۔۔ مقدمہ سے نجات پائی۔ ص ۱۱۳

"مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ، حضرت عطاء اللہ شاہ صاحبؒ بخاریؒ اور دیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عبدالقادر رائپوری اور حضرت اعلیٰ مولانا احمد خان صاحب وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلے میں ہمیں صحیح مشورے دیئے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرماتی۔" ص ۱۱۸

آپ کے نامزد جانشین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ فاضل دار العلوم دیوبند تھے۔ المتوفی ۱۳۹۰ھ ص ۱۴۴

رحمہ اللہ تعالیٰ

"حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ سے آپ کا رابطہ جانبی اس قدر مستحکم تھا کہ اگر حضرت رائپوری خانقاہ شریف سے قریب کسی جگہ قیام فرماتے تو آپ ان سے ملنے کے لئے وہاں ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے۔" ص ۱۴۳

ایک مرتبہ حضرت رائپوریؒ حضرت اقدس (مولانا عبداللہ صاحبؒ) کی دعوت پر خانقاہ سراجیہ تشریف لائے۔" ص ۱۴۳

حضرت مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہ کے جانشین حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم بھی فاضل دار العلوم دیوبند ہیں۔ آپ جمعیۃ علماء اسلام کے سربرآوردہ رہنماؤں میں سے ہیں۔ ص ۳۳۷

حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی قدس سرہٗ

شیخ الاسلام حضرت مدنی فرماتے ہیں :-

"جن مشاہیر کو حضرت شیخ الہندؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریک میں ہمنوا اور ہم خیال بنایا ان میں سے نہایت سرگرم جناب حاجی ترنگزئی صاحب بھی ہیں۔ نہایت متقی پرہیزگار صاحبِ علم و عمل اور مشہور پیرانِ طریقت و سلوک میں سے تھے۔ حضرت مولانا شاہ نجم الدین صاحب مرحوم معروف بہ ہڈے ملا کے خلیفہ و جانشین تھے۔ وہ حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صواتی معروف بہ حضرت صوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ حضرت صوات صاحب اور ہڈے ملا صاحب ان اطراف (صوبہ سرحد) میں بہت زیادہ باثر عبقری مجاہد گزرے ہیں۔ ان حضرات نے اپنے اپنے زمانہ میں انگریزی اقتدار کے خلاف سالہاسال علمِ جہاد بلند رکھا تھا اور انگریزوں کو حد سے زیادہ نقصان پہنچاتے رہے تھے۔ حریت اور آزادی کے جذبات ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے تھے۔ حاجی فضل واحد صاحب (حاجی ترنگزئی صاحب) بھی اپنے پیران طریقت کے قدم بقدم تھے۔ جذباتِ حریت آزادی اور جہادِ دینی کے حد سے زیادہ دلدادہ تھے۔ انگریزی علاقہ ضلع پشاور میں خدمات دینیہ اور تسلیک میں ابتدا سے مشغول تھے۔ ضلع پشاور اور یاغستان میں ہزارہا ہزار ان کے مریدین اور مخلصین تھے۔ اور انتہائی شہرت اور مقبولیت کے مالک تھے۔ ان اطراف میں تمام مسلمانوں میں جس قدر قبولیت ان کی تھی کسی دوسرے پیر کی نہ تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ نے بار بار مولانا عبیداللہ صاحب اور مولانا عزیز گل صاحب کو ان کی خدمت میں بھیج کر اپنے مشن میں داخل کیا اور جہادِ حریت کے لئے آمادہ کیا اور استدعا کی کہ وہ اپنے وطن سے آزاد علاقہ (یاغستان) میں ہجرت کر کے چلے جائیں۔ اور وہاں کے مرکز کو سنبھالیں اور اپنے شاگردوں کو (جو کہ بے شمار تھے اور اپنے اپنے علاقوں میں تعلیم و تدریس وغیرہ میں مشغول تھے) لکھا کہ وہ حاجی ترنگزئی صاحب کی تابعداری کریں اور ان کی امداد و اعانت میں کسی کوتاہی کو روا نہ رکھیں۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں اعلانِ جنگ عمومی کے بعد حاجی ترنگزئی صاحب وہاں پہنچے اور جہادِ آزادی کے جھنڈے کو بلند کیا اور انگریزوں کی پٹنیں صاف کر دیں۔"

ص ۱۸۱-۱۸۲
ج ۲

حضرت علامہ مولانا معین الدین اجمیری قدس سرہ

تلمیذ حضرت مولانا برکات احمد صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر ہند کے بلند پایہ عالم تھے۔ ایک عرصہ تک جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر رہے۔ حضرات علماء دیوبند کے ساتھ آپ کے گہرے روابط تھے۔ ان کے ساتھ مل کر تحریک آزادی کی جدوجہد میں بھی حصہ لیتے رہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک کے پرجوش حامی تھے۔ ترکِ موالات کی حمایت میں ایک رسالہ بھی لکھا۔ گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ اور مقدمہ چلا قید و بند کے مصائب سے دوچار ہوئے۔

"باغی ہندوستان"

از عبدالستار خاں شروانی مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۰ء

اوراق گم گشتہ ۔ مرتبہ رئیس احمد جعفری محمد علی اکیڈمی لاہور

حضرت میر مظہر القیوم سجادہ نشین مکان شریف

حضرت میر مظہر القیوم بن حضرت میر بارک اللہ شاہ بن حضرت سید صادق علی شاہ بن قطب ربانی حضرت سید امام علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہ اسرارہم۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے نہایت درجہ تعلق خاطر تھا۔ ان کے بعض مقدمات کے سلسلے میں بنفسِ نفیس عدالت میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے سید محمد محفوظ حسین شاہ صاحب فاضل دیوبند ہیں جوان دنوں موضع بھلیر نزد سانگلہ ہل میں سلسلۂ خانقاہ نقشبندیہ مکان شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ راقم سطور خاندان عالیشان مکان شریف کی بعض تقریبات میں متعدد بار ان کی زیارت کر چکا ہے بزرگوں میں حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو مجھ پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ فقیر کئی مرتبہ ساہیوال میں ان کا مہمان ہوا۔ وہ بھی لاہور میں کئی مرتبہ میرے ہاں تشریف لاتے۔ تقسیم برصغیر سے بیشتر حضرت امیر شریعت کو مکان شریف بلایا کرتے تھے۔ اور خلقِ خدا ان کے خطاب سے فیضیاب ہوتی تھی۔ اس زمانہ میں مکان شریف صاحبزادوں میں مجھے سب سے زیادہ تعلق خاطر جناب سید سرمد الحسینی صاحب سے ہے جو ایک صالح اور نیک طینت جوان ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب خانقاہ تونسہ شریف رحمۃ اللہ علیہ

آفتاب چشتیاں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے۔ اس دور میں آستانہ سلیمانیہ کا فیضان ان کی ذات سے جاری تھا۔ حضرت علماءِ دیوبند کو کلمات خیر سے یاد فرماتے تھے۔ ملاقاتوں کے بنفسِ نفیس بھی تشریف لے جاتے۔ میرے دوست چوہدری محمد سلیم مقیم حال ملتان کا بیان ہے۔ ایک دن میں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ کی خدمت میں گیا۔ دیکھا تو وہاں حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسویؒ بھی تشریف فرما تھے۔ رخصت کے وقت حضرت خواجہ نے شاہ صاحب کو کچھ روپے بھی نذر کیے۔"

حضرت قاضی عبدالخالق صاحب غورغشتی دامت برکاتہم

آپ کے والد بزرگوار حضرت قاضی غلام محمد صاحب کو اجازت وخلافت غازی اسلام حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ سے تھی۔

آپ اپنے والد ماجد کے شاگرد ہیں۔ حاجی صاحب ترنگزئی آپ کے قریبی دوست تھے۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی رحمہ اللہ سے خلافت پائی۔ آپ کے تینوں صاحبزادے فاضل دیوبند ہیں۔

"تذکرہ علماء و مشائخ سرحد" ص ۱۳۱

انجمن خدام الدین

کے

تبلیغی جواہر پارے

- اسلامی تعلیمات ---------- ۱۵/۰ روپے
- ملفوظات طیبات ---------- ۴/۲۵ "
- اصل حنفیت ---------- ۶۰ پیسے
- نجات دارین کا پروگرام ---------- ۶۰ پیسے
- بہشتی اور دوزخی کی پہچان ---------- ۵۰ پیسے
- مقصد قرآن ---------- ۷۵ پیسے
- استحکام پاکستان ---------- ۷۵ پیسے

سوانح حیات حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

- انوار ولایت ---------- ۶/۰ روپے
- مقامات ولایت ---------- ۱۰/۰ روپے

تاجران کتب، ایجنٹ اخبارات اور بغرض تبلیغ زیادہ تعداد میں منگوانے پر رعایت دی جا سکتی ہے۔

ناظم انجمن خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

بنام وزیر اعظم و ممبران قومی و صوبائی اسمبلی حکومت پاکستان

قرآنی لفظ کے پردے میں ایک خطرناک سازش

ربوہ — کا نام — فی الفور تبدیل کرو!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ناظم شعبہ تبلیغ، جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے ایک عالمگیر اور دائمی دستور ہے جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

یہ ایک تکوینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی حفاظت کے ایسے اسباب پیدا فرما دیے ہیں کہ دشمنان اسلام کی کوئی کوشش تحریف لفظی کے سلسلہ میں کامیاب ہو ہی نہیں سکتی۔ قرآن مجید کا قدیم ترین نسخہ شہید مظلوم خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تحریر کردہ آج بھی تاشقند میں محفوظ ہے جس کی فوٹو کاپی کراچی میوزیم میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا حفاظت ہو گی کہ لاکھوں حفاظ کے سینوں میں یہ دولت محفوظ ہے۔ چودہ سو سال کے اس طویل عرصہ میں دشمن اسلام ایک لفظ کا فرق ثابت نہیں کر سکتا۔ ہاں معنوی تحریف ضرور ہوئی ہے۔ اور ملحدین ہر زمانہ میں کرتے آئے ہیں جس کی زندہ اور تازہ مثال قادیانی امت ہے۔ جس نے قرآن مجید میں ایک نئے طریق سے تحریف کی ہے جو انتہائی خطرناک اور جس سے مستقبل میں امت مسلمہ کے گمراہ ہونے کا شدید خطرہ ہے اس خطرناک سازش کی طرف امت مسلمہ خصوصاً ارباب حکومت (ممبران قومی و صوبائی اسمبلی) کی توجہ مبذول کرانا نہایت ضروری ہے تاکہ وہ اس تحریف کا بروقت نوٹس لیں اور اس کا سدباب کریں۔

ہندوستان کی تقسیم سے قبل بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نزول قرآن کے بعد ۱۹۴۸ء تک دنیا کے کسی خطہ پر ربوہ نام کا کوئی شہر نہیں تھا۔ یہ تو حال ہی کی پیداوار ہے جب کہ مرزا قادیانی کی امت تقسیم کے بعد قادیان کو چھوڑ کر پاکستان آباد ہوئی تو چنیوٹ کے تاریخی شہر کے قریب دریائے چناب پر واقع پہاڑیوں کے دامن میں ایک وسیع و عریض علاقہ کوڑیوں کے مول خرید کر ایک نیا شہر بسایا۔ جس کا نام "ربوہ" رکھا۔

۷ ستمبر ۷۴ء کے فیصلہ سے قبل اس کی یہ حالت تھی کہ عام مسلمان تو کیا خود سربراہ مملکت بھی اگر اس میں رہائش پذیر ہونا چاہتا تو یہ اس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ وہ خلیفہ ربوہ کی بیعت کا فارم پُر کر کے حلقہ مریدین میں داخل نہ ہو لیتا۔

اس تاریخی فیصلہ کی روشنی میں اگرچہ اس شہر کو کھلا تو ضرور قرار دیا گیا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں پر کچھ سرکاری دفاتر کا اجراء ہوا ہے۔ لیکن ہنوز دلی دور است کے مترادف معاملہ بالکل کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔

کیا ربوہ کی بجائے اس کا نام غلام احمد آباد،

محمود آباد یا ناصر آباد نہیں ہو سکتا تھا۔ ہاں ضرور ایسا ممکن تھا مگر عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام بلنے کی خواب اسی صورت میں شرمندۂ تعبیر ہو سکتی تھی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے جائے ٹھکانہ کا بھی کوئی مصداق بنایا جائے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے وَ اٰوَیۡنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ۔ یعنی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو ایک اونچی جگہ (فلسطین مصر) میں جگہ دی جو قرار والی اور چشمہ والی تھی۔

(پ۱۸۔ ع ۲۔ آیت ۵)

عربی میں ربوہ اونچی جگہ و ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ علماء مفسرین نے اس سے مصر یا فلسطین کا علاقہ مراد لیا ہے۔

اس نام کی آڑ میں دراصل مقصد یہ ہے کہ آنے والی نسلیں جب قرآن پاک کی اس آیت کو پڑھیں تو ربوہ کا مصداق سوائے اس کے کہ ربوہ ضلع جھنگ کا ایک شہر ہے جو دریائے چناب کے قریب واقع ہے اور کوئی نہ ہو۔ اس لحاظ سے یہ ایک صاف اور صریح قرآنی تحریف ہے۔ ایسی خطرناک تحریف کہ قیامت تک آنے والے مسلمان بالکل غیر محسوس طریقہ سے اس غلط فہمی کا شکار ہو جائیں گے۔

دیکھئے اگر قادیانی قرآن مجید میں قادیان یا کشمیر کے الفاظ شامل کر لیتے تو اس کا کوئی خطرہ نہیں تھا کیونکہ حفاظ فوراً ایسی تحریف کی نشاندہی کر دیتے اور ان کی اس سازش کا بھانڈا پھوٹ جاتا۔ مذکورہ صورت بعینہٖ یہی ہے۔ یہ ایسی تحریف ہے کہ جس کا سدِ باب نہایت ضروری ہے۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہماری عوامی حکومت نے حال ہی میں حفاظت قرآن مجید کا ایک بل پاس کیا ہے۔ اس بات کا اعلان بھی کیا کہ ایسے تمام شہر جن کے نام انگریزوں کے نام پر یا انگریزوں نے رکھے ہوں ان سب کو بدل دیا جائے گا۔

ان ہر دو مستحسن اقدامات کا تقاضہ یہ ہے کہ عوامی حکومت ربوہ کا نام فوراً تبدیل کرے اور یہی ہمارا حکومت اور اس کے نمائندوں سے پُرزور مطالبہ ہے کہ انگریزوں کی اس معنوی اولاد کے ربوہ نامی مرکز کا نام فوراً تبدیل کرے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اس کھلی تحریف سے بچ سکیں۔

بقیہ: مجلس ذکر

اور نہ معلوم کیا کیا کہتا اور پھر اہل حدیث کہلانا انتہائی افسوسناک ہے۔

برصغیر کے مشہور عالم و صوفی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کی محنت و کوشش اور آلام و مصائب سے بھرپور زندگی سے ہر کوئی واقف ہے اپنے ایک مکتوب میں جو سکندر خان لودھی کے نام ہے فرماتے ہیں کہ:

"پنجوقتہ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے اور سنت مؤکدہ کو بجا لانے کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیے۔"

ایک مجدد اور وہ بھی الف ثانی" جس کی تعلیمات کے ایک ایک لفظ سے روح اسلام ہویدا ہے اور قرآن و سنت کے اسرار و رموز کی عقدہ کشائی کرنے والا ہے وہ یہ نصیحت کر رہا ہے اور ہمارے دوست نہ معلوم کیا سوچتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس لاہور میں خود اہل حدیث حضرات میں حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور پھر ان کے صاحبزادہ شہید سید ابوبکر صاحب مرحوم ذکر و فکر کے آدمی تھے۔ شیش محل کے در و دیوار آج بھی ان کے اعمال حسنہ کے گواہ ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ کس طرح یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور لوگوں کو بھی ترغیب دیتے نیز حلقہ قائم کیا اور اس طرح گویا اپنے طرزِ عمل سے ثابت کیا کہ اسلام میں افراط تفریط جائز نہیں۔

یہ مختصر باتیں عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ حسن عمل کی توفیق دے اور دین کا صحیح فہم نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

آثارِ قیامت

مرسلہ: خاموش مبلغ ملتان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کے دروازے کی زنجیر کو پکڑا اور فرمایا:

"اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی علامتوں سے آگاہ نہ کردوں؟"

اس پر حضرت سلمان فارسی رض کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ہمیں قیامت کی علامتوں سے ضرور آگاہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کی علامات یہ ہیں:-

۱- نماز کو ضائع کرنا۔

۲- خواہش نفسانی کی طرف جھکنا۔

۳- مال داروں کی تعظیم کرنا۔

اس پر سلمان فارسی رض بولے کہ حضورؐ! کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اے سلمان رض!

- اس وقت زکوٰۃ کو چٹی سمجھا جائے گا
- اور مال غنیمت کو ذاتی ملکیت بنا لیا جائے گا۔
- لوگ جھوٹے کو سچا سمجھیں گے اور سچے کو جھوٹا تصور کریں گے۔
- خائن کو امین سمجھا جائے گا اور امانت دار کو بد دیانت کہا جائے گا۔
- اور رویبضہ تقریر کیا کریں گے۔

حضرت سلمان فارسی رض نے عرض کیا۔ جناب رویبضہ کیا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ سٹیج پر وہ شخص خطاب کرے گا جو بولنا نہیں جانتا۔ (نا اہل خطیب)

- اور دس میں سے نو حصے سچ کا انکار کیا جائیگا۔
- اسلام چلا جائے گا صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔
- قرآن چلا جائے گا صرف رسمی قرآن خوانی رہ جائے گی۔
- قرآن کو سونے سے مزین کیا جائے گا۔
- میری امت کے مرد موٹا ہونے کو پسند کریں گے۔
- اور لونڈیوں سے مشورہ لیا جائے گا۔
- اور منبروں پر لڑکے (بے علم چھوکرے) تقریر کیا کریں گے۔
- اور عورتوں کو خطاب کے لیے بلایا جائے گا —— (لیڈی اناؤنسرز)
- اس وقت مسجدوں کو ایسے سجایا جائے گا جیسے عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے۔
- اور میناروں کو بہت بلند کیا جائے گا۔
- بظاہر کثرت سے دوستیاں ہوں گی لیکن دلوں میں بغض ہوگا۔ زبانوں میں اختلاف ہوگا اور خواہشات پراگندہ ہوں گی۔

حضرت سلمان فارسی رض نے عرض کیا۔ یہ ہوگا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں (ضرور ہوگا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے —— اے سلمان فارسی رض!

- اس وقت (آقا) لونڈی سے ذلیل ہوگا۔
- برے کاموں کو دیکھنے کی وجہ سے دل ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔
- مرد مردوں سے حاجت پوری کریں گے — اور عورتیں عورتوں کے ساتھ خواہش نفس کو پورا کریں گی۔

تو اس وقت اے سلمان فارسیؓ!

- حکمران فاسق ہوں گے اور وزیر فاجر ہوں گے۔ اور امین خائن ہوں گے۔
- نمازوں کو ضائع کریں گے، خواہشات کی پیروی کریں گے اگر تو اس وقت کو پائے تو نماز کی پابندی کرنا۔

اے سلمانؓ!

- اس وقت مشرق اور مغرب کی طرف سے قیدی آئیں گے ان کے جسم انسانوں کے ہوں گے اور دل شیطانوں گے۔
- نہ چھوٹوں پر رحم کریں گے اور نہ بڑوں کا احترام کریں گے اے سلمان فارسیؓ!
- اس وقت بیت اللہ کا حج بادشاہ صرف تماشہ بینی اور سیر و تفریح کی غرض سے۔
- دولت مند تجارت کی غرض سے
- اور غریب مانگنے کے لیے
- اور قاری دکھاوے اور شاوے (ریاء) کے طور پر حج کریں گے۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا بھی ہوگا؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں (ضرور ہوگا)، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس وقت اے سلمان فارسیؓ!

- جھوٹ پھیلے گا۔
- دُمدار تارے نمودار ہوں گے
- عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شامل ہوں گی
- اور بازار تقارب ہوں گے۔

سلمان فارسیؓ نے عرض کیا کہ تقارب سے کیا مراد ہوگی تو حضورؐ نے فرمایا۔ تجارت میں نقصان اور تھوڑی بچت۔

اے سلمانؓ!

- اس وقت اللہ تعالیٰ زبردست آندھیاں بھیجے گا اس میں زرد رنگ کے سانپ ہوں گے، بڑے بڑے چوٹی کے علماء کو اٹھا کر لے جائیں گے جو بُرے کاموں کو دیکھ کر بدلنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا یہ واقعات ہوں گے؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے ایسے ضرور ہوگا۔

(ابن مردویہ۔ درِ منثور از علامہ سیوطیؒ جلد ۶ صفحہ ۵۳)

قربِ قیامت

حضرت عمرو بن محصنؓ انصاری صحابی ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قربِ قیامت میں یہ علامات ظاہر ہوں گی۔

- برسات زیادہ اور پیداوار کم ہوگی۔
- قرآن پاک کے قاری بہت زیادہ ہوں گے لیکن علم کی دولت سے محروم۔
- محقق علماء کرام علم و فضل والے بہت کم رہ جائیں گے۔
- حکمران بہت زیادہ ہوں گے لیکن اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو عدل و انصاف اور دیانتداری کے ساتھ ادا کرنے والے بہت کم ہوں گے۔

(اصابہ صفحہ ۱۵ ج ۳۔ انوار الصحابہ صفحہ ۱۴۴)

بقیہ: احادیث الرسولؐ

کی اصل پہچان بھی مقرر کر دی کہ جس طرح کی اچھی چیزیں آدمی خود لینا چاہتا ہے۔ ویسے ہی دوسروں کے لیے بھی چاہیے اور جیسے بری چیز اپنے لیے پسند نا پسند کرتا ہے ویسے ہی دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرے اور جو برتاؤ وہ اپنے ساتھ چاہتا ہے، ویسا ہی دوسروں کے ساتھ مختصر یہ کہ اپنے آپ میں اور دوسرے لوگوں میں آسائش و آرام اور فائدے کی چیزوں کے اندر کوئی فرق نہ کرے یہ ایمان کی اعلیٰ درجہ کی نشانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اعلیٰ درجے کی باتیں سکھلانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اب ہم ان سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو یہ ہماری کوتاہی اور بدقسمتی ہے اللہ ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے

حکومت کی پالیسی

مدارس و مساجد کے بارے میں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ۱۸ر مئی کو گوجرانوالہ تشریف لائے۔ انجمن خدام الدین کے جنرل سیکرٹری حاجی ظہیرالدین صاحب مدیر خدام الدین جناب سعیدالرحمٰن علوی اور حاجی بشیر احمد صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔ نماز مغرب کے بعد جامع مسجد نور مدرسہ نصرت العلوم میں سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے مطابق مجلس ذکر منعقد ہوئی اس کے بعد آیت کریمہ کا ورد کیا گیا۔ گوجرانوالہ کے گرد و نواح سے بھاری تعداد میں متعلقین سلسلہ اور جماعتی کارکنوں نے شرکت کی۔

سیاسی انتقام

مجلس ذکر اور آیت کریمہ کے ورد کے بعد حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے جامع مسجد نور مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کے فیصلہ پر کڑی نکتہ چینی کی اور فرمایا کہ یہ فیصلہ خالصتاً انتقامی سیاسی کارروائی ہے کیونکہ جامع مسجد نور مدرسہ نصرت العلوم کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے اور نہ انتظامات و آمد و خرچ میں کسی قسم کی کوئی گڑبڑ ہے۔ اس لیے ظاہر بات ہے کہ حکومت اس مسجد میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام گزشتہ اکتوبر میں منعقد ہونے والی کل پاکستان نظام شریعت کنونشن کی شاندار کامیابی کے انتقام کے طور پر مسجد و مدرسہ تحویل میں لینا چاہتی ہے۔

ریفرنڈم کرایا جائے

آپ نے کہا اگر مسجد نور و مدرسہ نصرت العلوم کے نظم و نسق کے سلسلہ میں کوئی شک وشبہ ہے تو جامع مسجد نور کے نمازیوں سے اس سلسلہ میں ریفرنڈم کرا لیا جائے تاکہ پتہ چل سکے کہ جن لوگوں کے عطیات اور چندوں سے مسجد و مدرسہ تعمیر ہوئے ہیں وہ محکمہ اوقاف کو ان پر قبضہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔

حکومت کی ذمہ داری

آپ نے کہا افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ حکومت کے ذمہ جو کام کرنے کے ہیں وہ تو اس سے ہوتے نہیں۔ ملک میں جرائم دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں بدامنی اور لاقانونیت کا دور دورہ ہے۔ کسی شہری کی جان مال اور آبرو محفوظ نہیں۔ مہنگائی زوروں پر ہے لیکن حکومت ان پر قابو پانے میں بالکل ناکام ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ حکومت ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرتی۔ قرآن و سنت کے قوانین کا نفاذ عمل میں آتا اور پاکستان میں صحیح اسلامی معاشرہ کی نشو و نما ہوتی۔ لیکن حکومت اس طرف توجہ کرنے کی بجائے ان مراکز کو بھی ویران کر دینا چاہتی ہے جہاں دین کی خدمت ہو رہی ہے۔

اپنے مدارس بناؤ

آپ نے فرمایا۔ اگر حکومت کو مدارس و مساجد کا نظام چلانے کا شوق ہے تو وہ اپنی مساجد و مدارس تعمیر کر سکتی ہے لیکن عوام نے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے جو ادارے رضاکارانہ بنیادوں پر بناتے ہیں اور جو علماء کے ایثار اور عوام کے تعاون سے چل رہے ہیں ان پر قبضہ کرنے کا حکومت کو آخر کیا حق حاصل ہے؟

اظہار حق پر قدغن

آپ نے فرمایا۔ دراصل حکمران گروہ آئندہ عام انتخابات سے

(باقی ۲۲ پر)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے دو کتابیں ارسال کریں

تبصرہ باری پر ہوگا

زمزمۂ حق!

شاعری ایک ایسا فن ہے جس کے متعلق جناب نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ حسنہ حسن وقبیحہ قبیح۔ کہ اچھائی کے لیے استعمال ہو تو اچھا ہے ورنہ برا۔

ہمارے معاشرہ میں آج کل ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو شاعری کو برے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اور تبذل و فحش گوئی، دور از کار باتیں ان کے یہاں عام ہوتی ہیں۔ اس قسم کے شاعروں کے متعلق خدائے بزرگ و برتر نے بھی سخت لب و لہجہ اختیار فرمایا۔ ہاں جو واقعی اچھے ہیں اور اچھائی کی خاطر سرگرم عمل ہیں تو ان کے لیے اچھے وعدے بھی ہیں۔ تاریخ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا نام کیونکر بھول سکتا ہے۔ کہ انہیں جناب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) خود منبر پہ بٹھاتے، ان سے اشعار سنتے اور دعائیں دیتے۔ لیکن عرض کیا آج کل وہ جنس بہت کمیاب ہے اور اس کمیاب جنس کے فرد حافظ محمد ظہور الحق ظہور ہیں۔ اچھے منجھے ہوئے اور سنجیدہ شاعر، ایک مقصد ان کے سامنے ہے اسی کے مطابق کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ ملک کے اچھے رسائل و اخبارات میں گاہ بگاہ ان کا کلام چھپتا رہتا ہے۔ مطبوعہ غیر مطبوعہ کلام کا مجموعہ زمزمۂ حق کے نام سے شائع کیا ہے۔ جو ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اچھا خوبصورت ٹائیٹل ہے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے قیمت سات روپے ہے جبکہ محمد انور الحق ۶/۲-جی، سی ۲۶۸ اسلام آباد سے مل سکتا ہے۔

حقیقت قادیانیت اور اعلائے کلمۃ الحق

اسلامی مشن سنت نگر لاہور بڑے خلوص اور سنجیدگی سے خدمت اسلام میں مصروف ہے۔ ادارہ کے باہمت لوگ اب تک مختلف موضوعات پر مختلف زبانوں اچھے اچھے کتابچے شائع کر چکے ہیں۔ زیر تبصرہ رسائل میں سے پہلا رسالہ قادیانیت سے متعلق ہے ۱۳۸ صفحات ہیں۔ پیش لفظ کے علاوہ پس منظر، پیش گوئیوں پر ایک نظر، بنیادی اختلاف قرآن میں تحریف، ایک علیحدہ امت، قادیانی اور پاکستان کے ابواب ہیں جس میں بڑے مخصوص طریق سے اس جماعت مرتدہ پر گرفت کی گئی ہے۔ (قیمت درج نہیں) دوسرا رسالہ منظور احسن عباسی صاحب کے قلم سے ہے۔ اس میں ایسے موضوعات پہ قلم اٹھایا گیا ہے جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان ان کو چھوڑ چکے ہیں۔ یہ رسالہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی قیمت ۲/ روپے!

دونوں رسائل کی طباعت، کتابت وغیرہ اچھی ہے تاہم ہماری خواہش ہے کہ ادارہ ظاہری خوبیوں کی طرف بھی زیادہ توجہ دے۔ ہم پڑھے لکھے اصحاب سے گزارش کریں گے کہ کوئی گھر ان رسالوں سے خالی نہ ہونا چاہیے۔

ملنے کا پتہ: اسلامی مشن سنت نگر لاہور

شمس الاسلام بھیرہ کا امیر محترم نمبر

بھیرہ ضلع سرگودھا کا مشہور ماہنامہ شمس الاسلام جو نصف صدی سے دین حق کی خدمت میں مصروف ہے ایک عرصہ سے بوجوہ زوال پذیر تھا اور ہر دم یہ خطرہ تھا کہ کسی وقت یہ سلسلہ بند نہ ہو جائے۔ لیکن غالباً ادارہ کے موجودہ ذمہ دار لوگوں نے عزم نو کے ساتھ اس رسالہ کو چلانے کا فیصلہ کیا ہے جو بہرحال ایک مبارک بات ہے۔

اس دورِ نو کا آغاز مجلس حزب الانصار کے امیر ثانی

(باقی صـ۲۳ پر)

ثمرات الاوراق

مسلسل

انتخاب لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ

سُلطان نورُالدین علیہ الرحمۃ کا تعارف

سلطان نورالدین جن کا نام محمود تھا۔ ان اسلامی سلاطین میں سے ہیں۔ جن سے بہ نسبت مشرق سے مغرب زیادہ واقف ہے۔ ان کی عمر کا بیشتر حصہ یورپ کے عیسائیوں کی صلیبی جنگوں میں بسر ہوا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ کتنے قلعے عیسائیوں سے چھین کر مسلمانوں کے سپرد کئے۔ میدان جنگ میں سپاہیوں کے ساتھ خود بھی شریک ہوتے تھے۔ دو کمانیں اور دو دو ترکش اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ایک عالم قطب المنادی نے ایک دفعہ نورالدین سے کہا خدا کے واسطے مسلمانوں پر آپ رحم کیجئے۔ خود میدان جنگ میں نہ جایا کیجئے۔ خدانخواستہ آپ کام آ گئے تو مسلمانوں کا کیا انجام ہوگا۔ نورالدین نے قطب المنادی سے یہ الفاظ سن کر کہا۔ لاحول ولا قوۃ۔ کون ہے جس کے متعلق تم نے یہ کہا۔ اسلامی بلاد اور مسلمانوں کی حفاظت نورالدین سے پہلے جو کرتا چلا آیا ہے۔ وہی قادر مقتدر اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ نورالدین علم و عمل میں اپنے زمانہ میں اپنی نظیر آپ تھا۔

لرزہ خیز ایثار

ابو محمد اندروی نے ایثار و قربانی کا ایک ایسا واقعہ پیش کیا ہے۔ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ مرو کی مسجد میں آگ لگ گئی۔ مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ یہ حرکت عیسائیوں کی ہے۔ اشتعال میں آ کر انھوں نے عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں آگ لگا دی اور انھیں جلا ڈالا۔ سلطان کو یہ حرکت ناگوار گذری۔ اس نے ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم جاری کیا۔ جنھوں نے عیسائیوں کے کلیساؤں کو آگ لگائی تھی۔ اور انہیں جلایا تھا۔

مسلمانوں کی ایک جماعت اس سلسلہ میں گرفتار ہوئی اور سلطان کے سامنے پیش کی گئی کہ ان گنہگاروں کے لیے سزا تجویز کرے

سلطان نے چند پرچیوں پر یہ الفاظ لکھے۔

(۱) کوڑے کی سزا۔ (۲) ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا۔
(۳) قتل کی سزا۔

اور یہ پرچیاں گرفتار شدگان پر پھینک دی۔ جس کے حصے میں جو پرچی آئی اس کے لیے وہی سزا نافذ کرنا کا حکم جاری ہوا جو اس میں لکھی تھی قتل کی پرچی ایک شخص پر پڑی اس نے کہا "خدا کی قسم میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا۔ لیکن وہ رہ رہ کے مجھے اپنی ماں کا خیال آتا ہے۔ میرے بعد اس کا کوئی سہارا نہیں رہ جائے گا نہ کوئی بہن ہے، نہ کوئی بھائی، نہ کوئی عزیز۔ پاس ہی ایک نوجوان موجود تھا۔ اس پر جو پرچی پڑی تھی۔ اس پر کوڑے کی سزا لکھی ہوئی تھی اس نے کہا، "میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے۔ تم ایسا کرو۔ اپنی پرچی مجھے دے دو۔ اور میری پرچی تم لے لو۔ میں قتل ہو جاؤں گا، تم کوڑے کی سزا بھگت لینا" اس نوجوان نے آخر اپنے رفیق کی پیشکش قبول کر لی۔ چنانچہ دونوں نے اپنی پرچیاں بدل لیں۔ اور وہ نوجوان قتل کر دیا گیا اور یہ کوڑے کی سزا بھگت کر پھر اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا۔ (الطرطوشی)

سُلطان نورُالدین پر سرکارِ دوعالم کی نظرِ انتخاب

کتابوں میں یہ جو واقعہ ان کے متعلق نقل کیا جاتا ہے۔ یعنی یورپ کے کسی بادشاہ نے دو عیسائیوں کو مدینہ اس لئے بھیجا تھا کہ کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد تک رسائی حاصل کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو نکال لائیں۔ ان عیسائیوں نے مسلمانوں کا بھیس بدل کر مدینہ میں قیام کیا۔ اور ایک کمرہ جس میں رہتے تھے۔ سرنگ لگانی شروع کی نورالدین اس زمانہ میں دمشق میں تھے۔ خواب میں سرور کائنات کی زیارت کی۔ دیکھا کہ انہی دونوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ان دونوں سے مجھے بچاؤ۔ نورالدین بیدار ہو کر مدینہ پہنچے۔ تحقیقات کے بعد ان عیسائیوں کو

[illegible] ہو کا دونوں نے اقرار کیا۔ [illegible]

بعض کتابوں میں ہے کہ واقعہ کی تحقیقات کے بعد نورالدین پر [illegible] طاری ہوئی۔ مدینہ کی گلیوں میں روتے ہوئے گھومتا تھا۔ اور [illegible] کا انتخاب سرکار نے فرمایا۔

اللھم صلی علی محمد ۔ نورالدین نے پھر [illegible] کی دیوار [illegible] زمین [illegible] چاروں طرف قائم کردی۔

ایک شہزادہ اسمٰعیل زنگی کی ایمانی کیفیت

ایک نورالدین ہی کیا اسی کا شہزادہ اسمٰعیل جو باپ کے بعد حلب کا حکمران تھا۔ انیس سال کی عمر میں قولنج کے مرض سے اس کی وفات ہوئی۔ میں تو دھنگ ہو کر رہ گیا۔ جب کہ مؤرخین کی کتابوں میں یہ واقعہ پڑھا کہ عین رنگیان شباب میں حکومت کی باگ حالانکہ اس کے ہاتھ میں آئی تھی۔ لیکن وہی شراب جس سے ملوک وسلاطین امراء اعیان تو خیر چھی بات تو یہ ہے کہ متوکل جیسے متعصب دیندار بادشاہوں تک کی مجلس نشاط جس کے دور سے خالی نہیں ہوتی تھی لیکن شہزادہ اسماعیل جب قولنج کے درد میں مبتلا ہوا۔ تو اطبار نے یہ طبی تجویز پیش کی کہ تھوڑی سی شراب استعمال کیجئے۔ مرض کا ازالہ ہو جائے گا۔ اطبار اصرار کر رہے تھے۔ مگر نوجوان شہزادے نے کہا:۔

لا افعل حتٰی اسال الفقہاء ۔ میں جب تک فقہا سے نہ پوچھ لوں گا یہ نہ کروں گا۔ آخر فقہار بلائے گئے شافعی مذہب کے علمار نے بالاتفاق جواز کا فتویٰ دیا۔ اس نے حنفی فقہا کو خطاب کیا۔ آپ لوگ کیا فرماتے ہیں۔ لکھا ہے کہ صاحب بدائع علامہ ابو بکر کاسانی مشہور حنفی امام نے کہا کہ جس حال میں آپ ہیں شرعاً شراب کا استعمال آپ کے لئے جائز ہے۔

مگر اس پوچھ گچھ کے بعد عجب ہے بجائے خود اس عہد کے ایک شہزادے اور وہ بھی نوجوان شہزادے سے کچھ کم عجوبہ خیز نہیں ہے۔ سننے کی بات یہ ہے کہ شافعی وحنفی علمار کے ان فتووں کے باوجود شہزادے نے پوچھا۔

" میری موت کی مقررہ مدت اگر آچکی ہے۔ تو شراب پینے سے کیا وہ ٹل جائے گی؟"

اس جواب کا جو ہو سکتا ہے وہی دیا گیا۔ یعنی قرآن جس چیز کو مؤجل قرار دے چکا ہے جس میں گھڑی بھر کے لئے بھی تقدیم و [illegible] کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ بھلا اس [illegible] سے کون [illegible] کر [illegible]

شہزادے نے اس [illegible] ایمانی کیفیت کی یہ کتنی اثر انگیز و عجیب و غریب شان ہے اس نے علمار کو خطاب کرتے ہوئے اپنے دل کی بات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

" ایسی چیز جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اسے استعمال کر کے خدا کی قسم میں اللہ سے ملاقات نہیں کروں گا۔"

مؤرخین نے لکھا ہے:۔

وماٰت ولم یشربہ شہزادہ اسمٰعیل مرگیا اور شراب نہیں استعمال کی۔

ایک بزرگ کی بیدار ضمیری اور خدا خوفی کا حیرت انگیز واقعہ

محمد بن عبدالباقیؒ

جن کی وفات حضرت امام غزالی کی وفات سے ۳۰ برس بعد ہوئی ہے۔ آپ حنبلی المسلک تھے اور غالباً کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اور اپنے زمانے کے مستند علمار میں ان کا شمار تھا۔ بڑے بڑے استاد مثلاً قاضی ابو الیعلیٰ ۔ علامہ ابو الطیب الطبری ابو محمد الجوہری وغیرہ کے مختلف علوم وفنون میں شاگرد تھے۔ دینی علوم ۔ فقہ وحدیث وتفسیر کے سوا ہندسہ وحساب جبر ومقابلہ میں بھی کمال تھا۔ علمی شوق کا نتیجہ تھا کہ ایک دفعہ رومیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ ڈیڑھ سال جیل خانہ میں رہنا پڑا۔ خود ہی فرمایا کرتے تھے:۔

"جیل میں ایک معلم بھی آیا کرتا تھا۔ غالباً محافظین جیل کے بچوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ اور رومی حرف بھی سکھاتا تھا۔ میں نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر اس سے رومی خط سیکھ لیا"۔

بہر حال اسلام کی علمی ودینی تاریخ میں ان کا نام نمایاں ہے۔ ابن جوزی نے منتظم میں ان کا حال لکھا ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ میں نے بھی ان سے استفادہ کیا ہے۔

بہر حال میری غرض یہاں اس قصہ کا تذکرہ ہے جس کا ذکر ابن رجب نے اپنے طبقات میں کیا ہے۔ قصہ کو خود انہی علامہ محمد بن عبدالباقی البزاز سے ابن ابی الفوار نے سنا تھا۔ کہتے تھے کہ میں مکہ میں مجاور تھا۔ اتفاقاً ایک دن یہ صورت

جاتیں آئی کہ کھانے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ بھوک سے حالت
بہت زیادہ نڈھال ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اسی حالت میں جا رہا تھا
کہ سامنے ایک بٹوہ جو راستہ میں پڑا تھا۔ اس پر میری نظر پڑی میں
نے اسے اٹھا لیا۔ یہ ریشم کا بٹوہ تھا۔ اور ریشم ہی کی ڈور سے
بندھا ہوا تھا۔ گھر جا کر جب میں نے اسے کھولا تو دیکھا کہ موتیوں
کا ایک مالا اس میں رکھا ہوا ہے۔ ایسے موتی تھے کہ کم از کم
میں نے ان جیسے موتی زندگی بھر میں نہیں دیکھے تھے۔ میں نے
اس کو اسی حال میں رکھدیا اور باہر نکلا۔ سامنے دیکھا کہ ایک
شخص پکار رہا ہے۔ ہاتھ میں اس کے رومال تھا۔ جس میں کچھ بندھا
ہوا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ میرا بٹوہ جس میں موتیوں کا ہار تھا گم ہو گیا ہے
جو صاحب اس کا پتہ دیں گے۔ ان کو یہ پانچ سو اشرفیاں
جو کہ تھیلی میں بندھی ہوئی ہیں۔ اسی وقت انعام میں دوں گا۔
یہ دیکھ کر میں نے بڑے میاں کو بلایا اور ساتھ لے کر گھر پہنچا۔ بٹوہ
کے ڈورے اور کپڑے کی حالت اور موتیوں کی تعداد وغیرہ
دریافت کی۔ اس نے جو کچھ بتایا اسی بٹوے اور ہار میں ساری
علامات پائی جاتی تھیں۔ تب میں نے نکال کر اس کے حوالے
کیا۔ اور وہ بڑا ممنون ہوا۔ اور حسب وعدہ پانچ سو اشرفیاں
مجھے دینے لگا۔ اس وقت بڑی کم ہمتی سی معلوم ہوئی کہ اس عمل
کا اس سے معاوضہ لوں۔ میں نے شکریہ کے ساتھ اشرفیاں واپس
کر دیں۔ مگر وہ اصرار کرنے لگا۔ بات بہت دیر تک ہوتی
رہی۔ آخر بے چارہ تنگ آکر واپس چلا گیا۔ اور میں نے اس
سے کچھ بھی نہ لیا۔

یہاں تک تو خیر معمولی قصہ ہے شیخ کا بیان ہے کہ پھر کچھ
دن گزرنے میں مکہ سے روانہ ہوا۔ جہاز میں سوار ہو کر سفر کر رہا
تھا کہ اچانک طوفانی ہوا کا زور بندھا۔ جہاز کے ٹکڑے اڑ
گئے۔ مسافر سب ڈوب مرے صرف کسی تختہ پر میں بیٹھ کر
سمندر کے کنارے کے ایک جزیرے کے ساحل تک پہنچا۔

اب یہیں سے اصل عبرتناک داستان شروع ہوتی ہے۔ قدرت
کی کارفرمائیوں پر تعجب ہوتا ہے۔ شیخ نے دیانت و امانت کے حقوق ادا کئے
تھے چاہتے تو اس موتیوں کے ہار کو دبا بیٹھتے۔ سینکڑوں فقہی حیلوں سے اسے
جائز بھی ٹھہرا سکتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عمل حق تعالے کو
بہت پسند آیا۔ اور گو دنیا دار الجزا نہیں ہے۔ لیکن اہل ایمان کی
اطمینان وتسلی کے لئے کبھی کبھی اسی زندگی میں بھی اعمال کی جزائی
شکلوں کا ظہور ہو جاتا ہے۔

یہی صورت شیخ کے ساتھ پیش آئی ہے۔ کہتے ہیں کہ
لوگ اس جزیرے میں لوگ آباد تھے۔ انہی کے پاس چلا گیا،
معلوم ہوا کہ سب مسلمان ہیں ایک مسجد پر نظر پڑی۔ وہیں جا کر میں
ٹھہر گیا۔ نمازی جب نماز کے لئے آئے تو مجھ سے حال دریافت کیا۔
جو گزری تھی بیان کیا لوگ مجھ سے مانوس ہو گئے ان پر جب
یہ واضح ہوا کہ میں قرآن پڑھا ہوا ہوں اور پڑھا سکتا ہوں۔ تو
لوگ مجھ سے قرآن پڑھنے کے لئے آنے لگے۔ اس عرصہ میں
ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنے کے ساتھ لکھ بھی سکتا ہوں
تب وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور اپنے اپنے بچوں کو لے کر میرے
پاس آئے۔ کہ ان کو لکھنا پڑھنا سکھا دو لڑکوں کے ساتھ نوجوان
بھی مجھ سے قرآن پڑھنے لگے اور اب میں ہی ان لوگوں کا
مرجع اور ہادی بن گیا۔ کافی مالی امداد بھی مجھے ان لوگوں سے
ملتی رہی۔ آخر میں ان کی دلچسپیاں مجھ سے اس قدر بڑھ گئیں
کہ مجھے متاہل ہی کر کے اپنے پاس رکھ لینے کا فیصلہ ان
لوگوں نے کر لیا میرے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے ہاں ایک
الدار یتیم لڑکی ہے جس کا عقد ہم کسی اچھے آدمی سے کرنا
چاہتے ہیں۔ تم سے بہتر شوہر اس لڑکی کے لئے کون ہو سکتا
ہے۔ اس لئے ہم سب کی متفقہ رائے ہے۔ کہ اس لڑکی
سے آپ نکاح کر لیں۔ شیخ کو بالآخر لوگوں کے اصرار پر
یہ درخواست قبول کرنی پڑی۔ عقد ہو گیا۔ جب خلوت میں
شیخ اپنی بیوی کے ساتھ ہوئے تو اچانک ان کی نظر ایک
ایسی چیز پر پڑی کہ جسے دیکھ کر ان کی آنکھ پھٹی کی پھٹی رہ
گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ موتیوں کا وہی ہار جو بٹوے میں بمقام
مکہ شریف راستہ میں پڑا ہوا ان کو ملا تھا۔ بعینہ وہی
ہار اس لڑکی کے گلے میں پڑا ہوا تھا۔ جو ان کی دلہن بن کر
اس وقت اس کے سامنے بیٹھی ہے۔ دریافت سے معلوم
ہوا کہ یہ لڑکی اسی حاجی کی تھی جسے شیخ نے محض اللہ
کے لئے ہار واپس کر دیا تھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ لڑکی کا
باپ جب حج سے اپنے جزیرے میں واپس ہوا تو ہار کے
گم ہونے اور پھر جسطرح ملا اس کا ذکر کر کے کہا کرتا تھا
ما وجدت فی الدنیا کھذا الذی ردّ علی ھذا العقد جس شخص نے
یہ ہار مجھے واپس دیا۔ ایسا مسلمان آدمی میں نے دنیا میں نہیں دیکھا
لوگ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ وہ دعا بھی کیا کرتے تھے
وہ کاش ایسے ہی اس شخص سے دوبارہ ملاقات ہوتی تو اپنی

لڑکی کا عقد کر دیتا" مگر اس عرصہ میں اس کی حیات پوری ہوگئی۔ اس لڑکی کے سوا کوئی دوسری اولاد نہیں تھی۔ دوسری اشیاء کے ساتھ اس ہار کی بھی وہ تنہا وارث ہوئی شیخ بیان کرتے تھے۔ کہ اس بیوی سے چند اولاد بھی خدا نے مجھے عطا فرمائی پھر بیچاری کا انتقال ہوگیا اس کے (ہار) وارث میرے بچے ہوئے۔

کچھ دن بعد بچے بھی وفات پا گئے اور یوں گھوم گھما کر یہ ہار میرے ہاتھ میں آگیا جسے میں نے ایک لاکھ اشرفیوں میں فروخت کیا ابن رجب نے لکھا ہے کہ شیخ شاگردوں سے کہا کرتے تھے۔ کہ میرے پاس جو مال و منال جو تم دیکھتے ہو یہ اسی ایک لاکھ دینار سے حاصل ہوا ہے

بقیہ: حکومت کی پالیسی

قبل تمام مساجد و مدارس کو کنٹرول میں لے لینا چاہتا ہے تاکہ اظہارِ حق کا کوئی مؤثر ذریعہ باقی نہ رہے اور حکومت کے ظلم و ستم اور من مانیوں کو ٹوکنے والا کوئی نہ ہو۔ اظہارِ رائے کے دیگر راستے تو پہلے ہی مسدود کر دئیے گئے ہیں۔ اجتماعات، جلوس، لاؤڈ سپیکر وغیرہ پر پابندی عائد ہے۔ پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ نافذ و مسلط ہے۔ لوگوں کے جمہوری حقوق سلب کئے جا چکے ہیں لے دے کے یہی مساجد باقی رہ گئی ہیں جہاں حق کی آواز بلند کی جا سکتی ہے۔ لیکن حکمران گروہ ان مساجد کو بھی پراپیگنڈہ کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے۔

اپوزیشن کا وجود

آپ نے کہا مسٹر بھٹو نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد کہا تھا کہ ریڈیو، ٹی وی اور سرکاری اخبارات سے ہماری خبریں کیوں نہیں نشر کی جاتیں؟ آخر ہمارا بھی ملک میں وجود ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آج سرکاری ذرائع ابلاغ سے اپوزیشن کا نقطہ نظر کیوں پیش نہیں کیا جاتا۔ اور اپوزیشن کے محب وطن راہنماؤں کے خلاف کردار کشی کی مہم کیوں چلائی جاتی ہے۔

ہم مزاحمت کریں گے!

آپ نے کہا دینی مدارس و مساجد کو سرکاری تحویل میں لینے کی کوشش صراحتاً مداخلت فی الدین ہے۔ جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جا سکتا ہے اور ہم پوری شدت کے ساتھ حکومت کے ایسے اقدامات کی مزاحمت کریں گے: آپ نے کارکنوں کو تلقین فرمائی کہ وہ مساجد و مدارس کی آزادی کے تحفظ کی خاطر ہر وقت قربانی اور جد و جہد کے لیے تیار رہیں۔

خطاب کے بعد حضرت الامیر مدظلہٗ کی دعا پر یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی اور حضرت مدظلہٗ اپنے رفقاء سمیت کم و بیش رات ۱۲½ بجے لاہور واپس روانہ ہوگئے۔

بقیہ: تبصرہ

مولانا افتخار احمد بگوی کے حالات پر مشتمل خصوصی اشاعت سے کیا گیا ہے جس میں مرحوم کے متعلق ان کے ملنے والوں کے مضامین اور تاثرات درج ہیں۔

عام طور پر رسالہ کا زرِ سالانہ آٹھ روپے ہے اس خصوصی اشاعت کی قیمت -/۲ روپے جو خدام الدین سائز کے ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اہل دل کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

اللہ تعالےٰ ادارہ کے لوگوں کو راہ حق و صواب پر استقامت نصیب فرمائے اور انہیں صحیح طریق سے بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔

● جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کے رکن شوریٰ مولانا ابو المظفر قادری واہگہ کے داماد ضلع شیخوپورہ کے ناظم عمومی مولانا محمد یعقوب کے والد انتقال کر گئے۔ جبکہ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور کے مدرس اور جمعیۃ حلقہ فاروق گنج کے امیر مولوی صالح محمد کے بہنوئی حادثہ بس میں شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ (ادارہ)

انشاء اللہ

۳ جون بروز جمعرات

آیت کریمہ

احباب یاد رکھیں۔ دعوتِ عام ہے۔

پاکستان میں منعقد ہونے والی عالمی سیرت کانگریس اریکم ربیع الاول یا ۱۲ ارسنہ ۱۳۹۶ھ بمطابق ۳ مارچ ۱۹۷۶ء کے پہلے اجلاس میں سعودی مندوب سید حسن قطبی سابق وزیر حج تے، جو انتہائی ذی علم شخصیت ہیں نے عربی زبان میں اپنا مطبوعہ مقالہ پڑھا۔ جس میں موصوف نے ابتداء ہی میں اہل پاکستان کی دینی علمی تبلیغی خدمات کو عالمی نمائندوں کے سامنے پیش کیا۔ جس سے پاکستان کے روشن خیالوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ موصوف صفحہ اول ہی کی چند سطور کے بعد دینی مدارس کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

مدارس دینیہ کہ اہل پاکستان کے قلوب میں خدائے بزرگ اور رسول اللہ علیہ السلام کی بے پناہ محبت ہے بلکہ اس محبت میں انہیں درجہ فنا حاصل ہے۔ اس محبت کا دینی مدارس کے سلسلہ میں کھلا مظاہرہ ہوتا ہے کہ آج تک بڑے زوردار طریقے سے انتہائی قدیم مدارس کی تعلیمی نہج کو باقی رکھا ہوا ہے، جن کا ذکر ہم تاریخ کی کتابوں میں پاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے لاہور میں ان مدارس کی مثالیں دیکھیں۔ فقہ وحدیث کے مدارس علوم دینیہ اور علوم عربیہ کے مدارس اور شریعت اسلامیہ کی تعلیم کے لئے کالجوں کے درجہ کے سندی مدارس جن کی زیارت پہلے سفروں میں بھی ہو چکی تھی۔

یہ مدرسے ان مدارس اسلامیہ کی زندہ تصویریں ہیں۔ جن کے بارہ میں ہم کتب تاریخ میں پڑھا کرتے تھے۔ جن سے بڑے اونچے پائے کے علماء کرام فارغ ہو کر نکلے جو عالم اسلام کے بڑے مرکزی شہروں میں کام کر رہے ہیں۔

حفظ قرآن پاک کے مدارس اور پاکستان میں ایسے لوگ بھی ہیں، جنہوں نے قرآن مجید کے پھیلانے اور حفظ کرنے کے لئے اندرون پاکستان اور بیرون کے ممالک میں بھی حسب مقدور کوشش کی ہے اور اس کے لئے مدارس قائم کئے ہیں۔ اور کئی ایک اسلامی ادارے پاکستان میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ

جماعت تبلیغ اس جماعت میں اس بات کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح اسلام کے پہلے قافلے نے اسلام کو پھیلانے کی کوشش کی ہے جیسے پوری طرح ان کی پیروی کی جائے اور ان کے نہج کو اختیار کیا جائے۔ اسلام کی سیدھی سادھی تعلیمات کو زمین کے مشرق و مغرب تک پہنچایا جائے۔ اس جماعت کے کام کرنے والوں میں جو اہم بات پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں انتہائی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ جنہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اونچی ڈگریاں لیں۔ انجینئرنگ، ڈاکٹری، ٹیلیفون، الیکٹرک وغیرہ اور مختلف فنون عمل کو یورپ و امریکہ و برطانیہ وغیرہ کی ترقی یافتہ یونیورسٹیوں سے حاصل کیا۔ مگر ان یونیورسٹیوں کے ماحول اور فضاؤں نے ان کے عقیدے اور دین پر مطلق کوئی اثر نہیں کیا بلکہ اسلامی تعلیمات پر ان کے یقین میں اور اضافہ ہوا۔ اور زندگی کے طور طریقوں میں اسلام کے اعمال پر چلنے میں اور پختگی پیدا ہوئی۔

اور جو شخص اس جماعت کے ساتھ وقت گزارتا ہے اسے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ کی سیرت کا انتہائی گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اور انہوں نے حسب مقدور اپنے اوپر آنحضرت علیہ السلام اور ان کے صحابہ کی تابعداری کو لازم کر لیا ہے۔ ان علمی بلندیوں اور کمالات کے باوجود ان میں انتہائی تواضع ہے۔ اور مشکلات پر بھرپور صبر کرنے والے ہیں نیز دوسروں کے معاملوں میں نہایت نرمی سے کام لینے والے ہیں اور مقابلہ کے وقت میں حلم و بردباری کا ثبوت دینے والے ہیں اور تبلیغ اسلام کے لئے بحث و مجادلہ کی ضرورت پیش آئے تو احسن پیرائے کو اختیار کرنے والے ہیں۔ ان خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے جماعت کی دعوت پر مقبولیت کا عظیم اثر ہے۔ صرف اسلامی ممالک ہی نہیں بلکہ یورپ وامریکہ کے اور دنیا کے اہم بڑے شہروں میں کام ہو رہا ہے۔ اور یہاں تک کہ قصبات اور چھوٹی بستیاں جو عام شاہراہوں سے دور واقع ہیں اور لوگ جہالت کی رسومات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس طریق کار کو اپنا لیا ہے اور اس جماعت کے ساتھ مل گئے ہیں اور اس نہج پر اپنے ملکوں میں دینی محنت و

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

بقیہ : خطبہ جمعہ ۶

نہیں چھوڑوں گا۔

صحابہ کرامؓ نے صرف اپنے رشتہ داروں سے تعلقات ہی منقطع نہیں کئے بلکہ ان کی حیات کا چراغ گل کرنے میں بھی کبھی انہوں نے کسی جھجک کو دل میں جگہ نہ دی۔ ابو عبیدہؓ جنگ بدر میں جب میدان میں نکلے تو اتفاق سے ان کے والد اُن کے سامنے آگئے انہوں نے تلوار والا ہاتھ بلند کیا اور والد کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اور پھر سر اٹھا کر لے جا کے حضورؐ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کے دشمن کا سر آپؐ کے قدموں میں لے آیا ہوں۔ جو آپؐ کا دشمن ہے وہ میرا بھی دشمن ہے اگرچہ میرا حقیقی باپ ہی کیوں نہ ہو۔

ان جیسی سینکڑوں مثالیں تاریخ کے صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ اسلام لانے اور ایمان کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دینے کے بعد عمل صالح کی ضرورت ہے اور ایمان کو مضبوط اور قوی بنانے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

پی-سی-ٹی مارکہ
پرزہ جات سائیکل
سب سے اچھے اور سب سے سستے
واحد تقسیم کنندگان
بٹ سائیکل سٹور
نیلا گنبد لاہور
فون ۶۵۲۰۹ — ۶۵۹۴۳

نت نئے ڈیزائن
دیدہ زیب ملبوسات
رانا کلاتھ ہاؤس
۱۵-ا ای گلبرگ مارکیٹ - لاہور
فون — ۸۲۹۵۷

مفت شفا
مدارس اسلامیہ عربیہ کے طلبا صبح ۸ بجے روزانہ
دوپہر کالی کھانسی نزلہ زکام سل دق (ٹی بی) تبخیر معدہ خارش وغیرہ امراض کی دوا مفت حاصل کریں
الحاج لقمان حکیم حافظ محمد طیب نعمانی دہلی دواخانہ رجسٹرڈ ۱۹ نکلسن روڈ لاہور
فون ۶۵۵۹۶

خدام الدین
دینِ حق کا مبلغ ہے — اور
حضرت لاہوریؒ کی روحانی یادگار!
خود پڑھیے
دوسروں کو پڑھائیے

غرناطہ ریسٹوران ائرکنڈیشنڈ جہلم

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیئر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔